کوئی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

دین کی اساس اور بنیاد وحی پر ہے ، وحی قرآن و حدیث کا نام ہے ، جیسا کہ

★١ اللہ رب العزت کا فرمانِ گرامی ہے :

(وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ★ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى)(النجم : ٣۔٤)

''اور آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ، وہ تو وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے ۔''

اس آیت ِ کریمہ کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دین کے بارے ساری کی ساری باتیں اللہ کی وحی ہیں ۔

علامہ ابنِ حزم رحمہ اللہ (م٤٥٦ھ)اس آیت ِ کریمہ کو دلیل بناتے ہوئے لکھتے ہیں :

فصحّ لنا بذٰلک أنّ الوحی ینقسم من اللّٰہ عزّوجلّ الی رسولہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم علی قسمین ۔۔۔۔۔۔۔۔

''اس سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول کی طرف کی گئی وحی دو قسموں پر مشتمل ہوتی ہے ۔''(الاحکام فی اصول الاحکام : ١/١٠٨)پھر آپ رحمہ اللہ نے قرآن و سنت کا ذکر کیا ۔

★٢ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

(وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ)(البقرۃ : ٢٣١)

''اور اپنے اوپراللہ کی نعمت کو یاد کرو اور جو کتاب و سنت تم پر نازل کی گئی ہے (اسے بھی یاد کرو)جس کے ساتھ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے ۔''

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو بطور ِ خاص یاد کرو کہ اس نے تمہاری طرف ہدایت اور روشن نشانیوں کے ساتھ رسول بھیجا اور اس نے تمہاری طرف کتاب و سنت کی صورت میں وحی اتاری ہے ، وہ اس وحی کے ذریعے اچھائی اور بھلائی کا حکم دیتاہے ، حرام اور ناجائز کاموں سے منع کرتا ہے اور حرام کاموں کے ارتکاب پر وعید سنا کر وعظ کرتا ہے ، حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے یہاں حکمت سے مراد سنت لی ہے ۔

(تفسیر ابن کثیر : ١/٥٦٤)

★٣ نیز فرمایا :

(وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰہِ وَ الْحِكْمَۃِ)(الاحزاب : ۳٤)
''اور تم (اے ازواجِ النبی !)ان آیات و حکمت کو یاد کرو جو تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں۔''

مشہور مفسر امام قتادہ تابعی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں حکمت سے مراد سنت ہے۔(السنۃ لمحمد بن نصر المروزی : ۱۱۲ ، وسندہ، صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰٤ھ)فرماتے ہیں :

فسمعت من أرضیٰ من أهل العلم بالقرآن ، فیقول : الحکمۃ سنّۃ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، وھذا یشبہ ما قال ، واللّٰہ اعلم ، لأنّ القرآن ذکر وأتبعتہ الحکمۃ ، وذکر اللّٰہ منہ علی خلقہ بتعلیمهم الکتاب والحکمۃ ، فلم یجز اللّٰہ ، واللّٰہ أعلم ، أن یقال : الحکمۃ ھاھنا الّا سنّۃ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔

'' میں نے اس شخص کو سنا جو میرے نزدیک قرآنِ کریم کا عالم ہے ، وہ فرمارہے تھے کہ حکمت سے مراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ، ان کی یہ بات درست ہے ، واللہ اعلم ! کیونکہ قرآن کا ذکر کرکے بعد میں حکمت کا تذکرہ کیا گیا ہے ، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کتاب و حکمت کے ساتھ ان کو تعلیم دی ہے ، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہاں حکمت سے مراد سنت کے علاوہ کچھ اور لینا جائز قرار نہیں دیا ، واللہ اعلم ! ''(الرسالۃ للشافعی : ص ۷۸)

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ (م۲۹٤ھ)فرماتے ہیں :

فتأوّلت العلماء أنّ الحکمۃ ھاھنا ھی السّنّۃ ، لأنّہ قد ذکر الکتاب ، ثمّ قال : والحکمۃ ، ففصل بینهما بالواو ، فدلّ ذٰلک علی أنّ الحکمۃ غیر الکتاب ، وھی : ما بیّن الرّسول صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ممّا لم یذکر فی الکتاب ، لأنّ التّأویل ان لم یکن کذٰلک ، فیکون کأنّہ قال : وأنزل علیک الکتاب والکتاب ، وھذا یبعد ۔

''علمائے کرام نے تفسیر کی ہے کہ یہاں حکمت سے مراد سنت ہی ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو ذکر کیا، پھر فرمایا ، اور حکمت ، چنانچہ دونوں کے درمیان واؤ سے فاصلہ کیا ، اس سے معلوم ہوا کہ حکمت کتاب کے علاوہ اور چیز ہے ،وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی بیان ہے جو قرآنِ کریم میں موجود نہیں ، (یہی تفسیر درست ہے) ، کیونکہ اگر اس طرح نہ ہو تو پھر مطلب یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اور کتاب نازل کی اور یہ بات (فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اللہ کے حق میں)بعید

ہے ۔''(السنۃ : ص ۱۱۵)

ان دو آیات میں حکمت سے مراد سنت ہے ، اللہ تعالیٰ نے اسے کتاب یعنی قرآن کے ساتھ نازل فرمایا ہے ، معلوم ہوا کہ حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ، یعنی وحی ہے ۔

٤⭑ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے : (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحٰی اِلَیَّ)(الاحفاف : ۹)

''نہیں میں پیروی کرتا مگر اس چیز کی جو مجھ پر وحی کی گئی ہے ۔''

یہاں بھی وحی سے مراد قرآن و حدیث ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

(وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَۃَ)(البقرَ : ۱۲۹، آل عمران : ۱٦٤، الجمعۃ : ۲)

'' آپ ان کو کتاب وسنت کی تعلیم دیتے ہیں ۔''

معلوم ہوا کہ وضو سے لے کر جہاد تک ہر عبادت کا طریقہ اور اس کے احکام ومسائل اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہیں ، بلکہ یوں کہہ دیں کہ نبی ئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوالہ و افعال و احوال وحی سے ہیں ۔

حدیث وحی ہے

وحی یعنی قرآن و حدیث خاص اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ ہیں ، جیسا کہ :

١⭑ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ)(الحجر : ۹)

''ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن و حدیث)نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ۔''

علامہ ابنِ حزم رحمہ اللہ اس آیتِ کریمہ سے سنت کے وحی ہونے کی دلیل لیتے ہوئے لکھتے ہیں :

فصحّ بذٰلک أنّ کلامہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم کلّہ محفوظ بحفظ اللّہ عزّوجلّ ، مضمون لنا أنّہ لا یضیع منہ شیئ ، فھو منقول الینا کلّہ ، فللّہ الحجّۃ علینا أبدا ۔

''اس سے ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرامین اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ ہیں، ہمیں ضمانت دے دی گئی ہے کہ اس میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی ، لہٰذ ا وہ پوری کی پوری ہم تک پہنچ گئی ہے اور ہمیشہ کے لیے ہم پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوگئی ہے ۔''(الاحکام

لابنِ حزم : ۱/۱۱۰)
قرآن و حدیث دونوں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں ، قرآنِ مجید میں خطبۂ ئ جمعہ کو بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کہا گیا ہے ، جیسا کہ اللہ ربِ العزت کا ارشاد ہے :
(یٰٓاَیُّہَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِفَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ)(الجمعۃ : ۹)
''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آؤ۔''
نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ ئ جمعہ بھی حدیث تھا ، جیسا کہ سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :
کان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطبنا ، فجاء الحسن والحسین ، علیھما قمیصان أحمران ، یمشیان ویعثران ، فنزل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من المنبر ، فحملھما ، فوضعھما بین یدیہ ، ثمّ قال : صدق اللّٰہ ورسولہ : (اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلاَدُکُمْ فِتْنَۃٌ)(التغابن : ۱۵)نظرت الی ھذین الصّبیّین ، یمشیان ویعثران ، فلم أصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتھما ۔
''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد کر رہے تھے کہ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے ، وہ دو نوں سرخ قمیصیں پہنے ہوئے تھے ، چل رہے تھے اور گر رہے تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا دیا ، پھر فرمایا ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے :
(اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلاَدُکُمْ فِتْنَۃٌ)(التغابن : ۱۵)''یقینا تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں ۔''
میں نے ان دونوں بچوں کی طرف دیکھا کہ وہ چل رہے ہیں اور گر رہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا ، حتی کہ میں نے اپنی حدیث ختم کر کے ان دونوں کو اٹھا لیا ۔''(مسند الامام احمد : ۵/۳۵٤، وسندہ، حسن)
اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۳۷۷٤)نے ''حسن غریب '' اور امام ابنِ خزیمہ (۱٤۵٦، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲)و امام ابنِ حبان (٦۰۳۸، ٦۰۳۹)رحمہمااللہ نے ''صحیح '' کہا ہے ، امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح '' قرار دیا ہے ۔
ثابت ہوا کہ حدیث ِ رسول بھی ذکر ہے ، ذکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے

خود اٹھا رکھا ہے ۔

تاقیامت حدیث اسوۂ رسول ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ)(الاحزاب : ۲۱)

''یقینا تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی)میں اسوۂ حسنہ ہے ۔''

اس آیت ِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ رسول کا اسوہ ٔ حسنہ آپ کی سنت اور طریقہ کا نام ہے جو رب تعالیٰ کی مراد کے موافق ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نمونہ تا قیامت محفوظ ہے ، یہ دلیل ہے اس بات کی قرآن ، حدیث میں کوئی اختلاف نہیں ۔

جب قرآن و حدیث وحی ہیں اور قیامت تک وحی ہیں تو ان کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا ، حق حق کے ساتھ کس طرح ٹکرا سکتا ہے ، وحی سے دو ثابت شدہ دلیلیں ایک دوسرے کی نقیض کیسے ہو سکتی ہیں ؟ خوب یا د رہے کہ قرآن و حدیث کی بعض نصوص میں ظاہری تعارض ہے ، نفس امر اور حقیقت میں کوئی تعارض نہیں ، جس طرح قرآنِ کریم کی بعض آیات بینات ظاہری طور پر باہم متعارض ہیں ، جبکہ در حقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں ، جب قرآن کا ظاہری تعارض رفع ہو سکتا ہے ، ان باہم متعارض نصوص کے درمیان جمع و تطبیق ممکن ہے تو احادیث کا باہم تعارض کیوں رفع نہیں ہو سکتا ، ان کے درمیان جمع و تطبیق ممکن کیوں نہیں ؟

قرآن و حدیث کی نصوص میں تعارض کے اسباب

۱★ قرآن وحدیث کی نصوص میں عام و خاص ، مطلق و مقید اور استثنا ء کا مسئلہ ہو تا ہے ، دیکھنے والے کے ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ یہ تعارض اور ٹکراؤ ہے ، جبکہ درحقیقت یہ تعارض نہیں ہوتا ۔

۲★ قرآن کا حکم عام ہوتا ہے ، حدیث اس میں تخصیص کر رہی ہوتی ہے یا قرآن کے عام حکم سے حدیث ایک چیز کو مستثنیٰ قرار دے رہی ہوتی ہے ، اسی طرح قرآن کے اطلاق کی حدیث تقیید بھی کر دیتی ہے ۔

۳★ قرآن و حدیث کی نصوص کے درمیان ظاہری تعارض کا ایک سبب لغت ِ عرب سے ناواقفیت اور جہالت ہے ، قرآن و حدیث عربی زبان میں نازل ہوئے ہیں جو عربی زبان سے ناواقف ہوگا اور قرآن و حدیث میں اختلاف کر لے گا ۔

★٤ ایک روایت کو ایک راوی پورا بیان کر دیتا ہے ، دوسرا
مختصر بیان کرتا ہے ، تیسرا راویۂ روایت کا بعض حصہ بیان کرتا
ہے ، بعض بیان نہیں کرتا ، دیکھنے والاکسی ایک راوی کے الفاظ
کو قرآن کے مخالف کہہ دیتا ہے ، حالانکہ جب یہ معلوم ہو جائے
تو قرآن وحدیث کی نصوص کا اختلاف و تعارض رفع ہو جاتا ہے ۔
★٥ ایک سبب یہ بھی ہے کہ ایک راویۂ نبی ئ اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کا جواب نقل کرتا
ہے ، لیکن سوال ذکر نہیں کرتا ، جبکہ اس سوال سے ہی اس
جواب کی حقیقت واضح ہوتی ہے ، اس سے بھی قرآن و حدیث کا
ظاہری تعارض وا ختلاف دور ہو جاتا ہے ۔
★٦ ناسخ و منسوخ سے عدمِ واقفیت بھی قرآن و حدیث میں
تعارض کا باعث ہے ، آیت ناسخ اور حدیث منسوخ یا بسا اوقات
حدیث ناسخ اور آیت منسوخ ہوتی ہے ، جب یہ معلوم ہو جائے تو
قرآن و حدیث ظاہری تعارض رفع ہو جاتاہے ۔
تفصیل کے لیے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرّسالہ (ص :
٥٢، ٥٣، ٢١٣، ٢١٥) ملاحظہ فرمائیں ۔
امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ولم نجد عنہ صلّی اللّہ
علیہ وسلّم شیأاً مختلفاً ، فکشفناہ ، الّا وجدنا لہ وجھاً ، یحتمل بہ
ألّا یکون مختلفاً ۔
''ہم نے نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی متعارض و
مختلف چیز نہیں دیکھی ،(اگر کوئی ظاہری طور پر متعارض
محسوس ہوئی)اور ہم نے اس کو کھول کر دیکھا تو اس کے لیے
تعارض کے ختم ہونے کی کوئی صورت مل ہی گئی ۔''(الرسالہ :
ص ٢١٦)
نیز فرماتے ہیں :
وأن یعلم أنّ أحکام اللّہ ، ثمّ أحکام رسولہ لا تختلف ، وأنّھا تجری
علی مثال واحد ۔
''یہ بھی جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام
مختلف و متعارض نہیں ہوتے ، بلکہ ایک ہی طرح کے ہوتے
ہیں ۔''(الرسالہ : ١٧٣)
علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
ویبیّن صحّۃ ما قلنا من أنّہ لا تعارض بین شیئ من نصوص القرآن
ونصوص کلام النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلّم وما نقل من أفعالہ ،
قول اللّہ عزّوجلّ مخبرا عن رسولہ علیہ السّلام : (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

الْہٰوی ٭ اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی)(النجم : ٣۔٤)
''ہم نے جو کہا ہے کہ قرآنِ کریم اور نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں کوئی تعارض نہیں ، اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے :
(وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہٰوی ٭ اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی)(النجم : ٣۔٤)(وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ، بلکہ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے)۔(الاحکام : ٢/٢٠٤)

قرآن وحدیث کے مابین تعارض کی مثال

٭١ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ)(المائدۃ : ٣)''تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے ۔''
سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں : ماتت شاۃ ، فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لأھلھا : ألا نزعتم جلدھا ، ثمّ دبغتموہ فاستمتعتم بہ ؟
''ایک بکری مر گئی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالکان سے فرمایا ، تم نے اس کی کھال کیوں نہیں اتار لی کہ پھر اسے دباغت دے کر اس سے فائدہ اٹھاتے ؟''
(سنن ترمذی : ١٧٢٧، وقال : حسن صحیح ، وصححہ ابو عوانہ : ٤٢٣ ، وسندہ، صحیح)
قرآن کا حکم مردار کے جمیع افراد کو شامل ہے ، حدیث نے اس کو کھانے کے ساتھ خاص کر دیا ہے ، یعنی حلال جانور جو مردار ہو جائے ، کھایا نہیں جا سکتا ، لیکن اس کے چمڑے کو دباغت (رنگ)دے کر فائدہ اٹھا یا جا سکتا ہے ۔
٭٢ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : (یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ)(النساء : ١١)
''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے ۔''
یہ آیت عام ہے ، اس کی تخصیص اس حدیث ِ نبوی کے ساتھ کر دی گئی ہے :
لا یرث المسلم الکافر ، ولا الکافر المسلم ۔
''مسلمان کا فرکا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا ۔''
(صحیح بخاری : ١/١٠٠١، ح : ٦٧٦٤ ، صحیح مسلم : ٢/٣٣ ، ١٦١٤)
٭٭ ٭٭
٭٭

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ راجِعُوْنَ

انتہائی افسوس ناک خبر ہے کہ ہمارے فاضل بھائی مولانا ضیاء الرحمن سعید حفظہ اللہ مدرس جامعہ امام بخاری صادق آباد و مدیر مکتبہ ئ اثریہ صادق آباد کے والدِ محترم محمد سعید صاحب 16 اپریل بروزِ جمعرات بقضائے الٰہی وفات پا گئے ، مرحوم پکے مؤحد اور انتہائی نیک ، صالح انسان تھے ، اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر کرکے ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کی اولاد کو ان کے لیے صدقہئ جاریہ بنا دے ۔آمین! جانے والے پیچھے رہ جانے والوں سے بھلا کیا مانگتے ہیں؟ وہ تو صرف بعد والوں کی دعاؤں کے ضرورتمند ہوتے ہیں ، لٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہمارے محترم بھائی کے والدِ محترم کے لیے خصوصی دعائے مغفرت فرما دیں ۔